بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

پچھلے ماہ اس ملک کے دینی اور علمی حلقوں، اسلام پسند عناصر اور جمہوریت پسند عوام کے اعتماد اور جذبات کو ان اقدامات سے شدید صدمہ پہنچا جو ملک کے کئی حصوں میں ممتاز علماء و مشائخ کی پے در پے پابندی اور نظر بندی کی شکل میں رونما ہوئے۔ خاص طور سے ڈیرہ اسمٰعیل خان وغیرہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کے مولانا قاضی عبدالکریم صاحب (کلاچی) اور دیگر کئی زعماء کو دور افتادہ دیہات میں نظر بند اور راولپنڈی کے مشہور عالم دین مولانا غلام اللہ خاں صاحب کو بلا کسی نوٹس و اظہار وجوہ کے ضلع بدر کرکے اپنے گاؤں میں پابجولاں کرنا، اس کے علاوہ دیگر بعض مرکزی مساجد کے خطباء کو سیاسی اغراض کی بناء پر بیک جنبش قلم معزول کرنا ایسے واقعات ہیں جو ایک اسلامی اور جمہوری ملک کے لئے کسی طرح زیبا نہیں ہیں۔ اور نہ ان اقدامات کو منصفانہ کہا جا سکتا ہے۔ اگر ان علماء کا جرم "اصلاحِ معاشرہ" کے جذبہ سے ملک و ملت کو اخلاقی تباہی اور قومی روایات کی بربادی سے روکنا اور ان منکرات و فواحش پر سرزنش کرنا ہے، جس نے آج یورپ اور تہذیب مغرب کی ذہنی غلامی میں گرفتار ممالک کو خودکشی کے چوراہے پر لا کھڑا کیا ہے تو اس جرم پر لاکھوں وفائیں نثار کی جا سکتی ہیں۔ ملت کی حقیقی فلاح اور ملک کی سالمیت اور استحکام کی خاطر علماءِ حق کا اوّلین فریضہ ہے کہ وہ منکرات پر گرفت کرتے رہیں، اور معروف و سچائی کے راستے دکھاتے رہیں کہ یہی ان کا منصب ہے اور یہی مقام، اگر وہ کسی لمحہ بھی اس فریضۂ ناموسِ دینِ محمدی کی حفاظت اور مدافعت میں سستی کر بیٹھیں اور خوف و لالچ یا کسی لومۃ لائم کی وجہ سے کلمۂ حق اور دعوۃ الی اللہ سے غفلت برتیں تو حسبِ ارشاد نبوی شیطان اخرس (گونگا شیطان) بن کر اس وعید کے مستحق ہوں گے کہ جس نے حق چھپایا تو اس کے منہ میں قیامت کے دن جہنم کی آگ کا لگام ڈال دیا جائے گا۔ (اُلجم بلجام من النار) وراثت نبوت کے حامل طبقہ کا اگر منبر و محراب سے بھی قوم کو اشاعتِ فاحشہ سے روکنا گناہ ہے۔ تو پھر سلطنت و حکومت کے ایوانوں سے کبھی کبھار علماء کو اصلاح معاشرہ کے لئے میدان میں آنے کی دعوت کیوں دی جاتی ہے۔؟ آخر یہ اصلاحِ معاشرہ ان کے نزدیک کس بلا کا نام ہے؟ پھر اگر واقعی ان سے کوئی ایسا ناقابلِ عفو جرم سرزد ہوتا ہے۔ جو ملک کی غداری اور بدخواہی کے مترادف